Bodleian Libraries
UNIVERSITY OF OXFORD

This book is part of the collection held by the Bodleian Libraries and scanned by Google, Inc. for the Google Books Library Project.

For more information see:

http://www.bodleian.ox.ac.uk/dbooks

This work is licensed under a Creative Commons Attribution-NonCommercial-ShareAlike 2.0 UK: England & Wales (CC BY-NC-SA 2.0) licence.

16.A.23.
16 A 23

تاریخ

از مکرمی منشی شیوبھجن لال صاحب ساکن کارون ضلع غازیپور

ہان رضی نے ارمغان مین کس تلاش و فکر سے ‏— لکھے ہین مضمون رنگین شیوبھجن یہ لاجواب

وقت فکر سال وسن بلبل ہوئی لو نغمہ زن ‏— صفحۂ قرطاس پر پھولا ہی گلشن بیحساب ۱۲۹۸ھ

تاریخ

از مولوی عبدالرحمان صاحب اہلمد فوجداری گڑانوہ

لطف فرما مرے حکیم رضی ‏— اونکی دنیا مین ہی غنیمت ذات

ارمغان دوست اک کتاب لکھی ‏— حیرت انگیز اوسمین ہین حالات

عیسوی سن مین عبدرحمان نے ‏— غور جب کی سنی سدا اون رات

عشق کے دام مین نہ پھر پھنسنا

بات ہی اب گذشتہ راصلوات ۱۸۸۱ء

خاتمۃ الطبع

تائید خدا سے ان دنون مین داستان لطافت بنیان حیرت انگیز عبرت آمیز کہ جسکا ہر فقرہ مسلسل روانی عبارت اور موج خیزی مضامین ندرت گفتاری مین سراپا مغز بے پوست ہی جسکا نام ارمغان دوست ہی جسکو نثار عدیم المثال سخنور خوش فکر نازک خیال حکیم قاضی محمد رضی صاحب تخلص رضی نے تصنیف فرمایا حسب فرمائش مصنف موصوف بمقام لکھنؤ مطبع نامی منشی نول کشور مین بماہ جنوری ۱۸۸۲ء مطابق ماہ ربیع الاول ۱۲۹۹ھ حلیۂ انطباع سے آراستہ ہوئی اللہ تعالے مطبوع اہل عالم فرماوے

پئے ارمغان فکرِ تاریخ بھی ہی — کوئی مصرعۂ سالِ فصلی تباؤ

بھلا ہم بھی دیکھین تو کیا کیا لکھا ہی
کلامِ رضیؔ قابلِ دید لاؤ
۱۲ فصلی ۸۹

ایضاً

کہان ہی اى مری فکرِ رسا آج — تو شاید محو سیرِ آسمان ہی
اُتر آ اب زمینِ شعر مین تو — کھلا دے گل دلِ بلبل طپان ہی
دکھا دے بحرِ مضمون کا تموج — نہایت جوش پر طبعِ روان ہی
طبیبِ حاذقِ قاضی رضیؔ نے — لکھی اچھی کتاب ارمغان ہی
زمانے مین کوئی ہمسر نہین ہی — حقیقت مین وہ فخرِ شاعران ہی
غنیمت ہی وہ یکتاے زمانہ — جوان و پیر کو دِک مدح خوان ہی
دلِ عاشق ہو جس سے پارہ پارہ — وہ جوہر دارِ تیغِ داستان ہی
عجب بندش سے اِس نظم و نثر مین — کیا رازِ نہان کیسا عیان ہی
کیا ہی بند اِک کوزے مین دریا — یہ اعجازِ مسیحاے زمان ہی
کہا مجھسے یہ اکدن اى حسنؔ تم — لکھو تاریخ بس ختمِ بیان ہی
ہوا اِسطرح جب ارشاد عالی — یہ سمجھا مین کہ گو بارِ گران ہی
مگر لکھنا پڑیگا مجکو بے شک — کہ فرمانِ رضیؔ اب حرزِ جان ہی
اسی عرصے مین ہاتف نے پکارا — حسنؔ یہ خوض کیسا تو کہان ہی
سُنا ہی رو‌ے بلبل سے یہ اکثر — گلِ مضمون بہارِ بے خزان ہی

۱۸ ۱۸ع

شگفتہ کیا غنچۂ قصہ کو ۔ نہ کس طرح حاصل ہو دل کو خوشی
حدیقۂ حکایت کے ہر برگ پر ۔ نصیحت لکھی ہے نصیحت لکھی
نسیم مضامین دلچسپ سے ۔ شگفتہ ہوئی میرے دل کی کلی
ملا جب گل ارمغان پھول پھول ۔ مرے بلبل خامہ نے یہ کہی
نہ کر فکر تاریخ دل مین ذرا ۔ تفضل ہے یہ گل بہار رضی
۱۲۹۸ھ

قطعۂ تاریخ

از مولوی علی حسن صاحب رئیس غازیپور متخلص بہ حسن

کدھر ہے تو اے ساقی خوشخرام ۔ مجھے سیر افسانہ مرغوب ہے
خدا کے لیے آج جی کھول کر ۔ پلا دے مئے فکر مطلوب ہے
جناب حکیم محمد رضی ۔ لیاقت سدا اُنسے محجوب ہے
صفت اونکی ممکن نہین ہو سکے ۔ طبیعت نہایت خوش اسلوب ہے
بہم کر کے مضمون نظم و نثر ۔ کتاب ارمغان لکھی کیا خوب ہے
ہوئی فکر تاریخ جب دم مجھے ۔ کہا دل نے تعویق معیوب ہے

ارے کیون تو کہتا نہین اے حسن
یہ افسانہ لکھا بہت خوب ہے
۱۲۹۸ھ

ایضاً

کہو اے حسن آج کس سوچ مین ہو ۔ غم و رنج جانے دو قصہ سناؤ
یہان مجمع شاہدان سخن ہین ۔ طبیعت کو بہلاؤ محفل مین آؤ
ہوئے قیس و فرہاد کے قصے کہنے ۔ کوئی سانحہ تازہ مجھکو سناؤ

ای رضی مرحبا جزاک اللہ
شاد کردی ز داستان دوست

بہر تالیفِ او چہ خوش تاریخ
گشت پیدا از ارمغان دوست

حاسدا نیست ہدیۂ احباب
دست برکش ز ارمغانِ دوست

آز تخرجہ دست ۹۸ ۱۲ھ

تاریخ

از سید صداقت حسین صاحب ساکن گوپال پرگنہ بارہ علاقۂ سب ڈویزن سیوان ضلع سارن

رضی نے ارمغان مین ای صداقت
کیے درج ایسے مضمون عبرت آمیز

فرشتے دیکھکر سکتے مین آئین
لکھی وہ داستانِ حیرت انگیز ۹۸ ۱۲ھ

قطعۂ تاریخ

از حکیم ظہیر محی الدین صاحب ملازم مہاراجہ صاحب بہادر ڈومرانون پرگنہ بھوجپور ضلع شاہ آباد

ارمغان قاضی رضی نے جو ظہیر
مرحبا لکھی ہی کیا ہی لاجواب

مصرعۂ تاریخ ہاتف نے کہا
واقعی بہتر کہی کیا یہ کتاب ۹۸ ۱۲ھ

تاریخ

از شفیق قلبی محب دلی حکیم تفضل حسین صاحب ساکن ڈومرانون

مرے لطف فرما شفیقِ دلی
گلستانِ خوبی کے سرو سہی

بہارِ عنایت ریاضِ کرم
گل گلبنِ لطف قاضی رضی

چنین داد ہاتف بگوشم سروش ــ عیاض از کلام جناب اخی
بسے گشت سرمست عیسیٰ شنید ــ چو کیف کلام حکیم رضی ۱۲۹۸ھ

تاریخ

از مولوی مفتی محمد وحید صاحب رئیس قاضی پور شاعر متخلص بہ قادری

کتاب ارمغان قاضی رضی کی خوب ہے دیکھو ــ یہیں شک قادری اصلا کہ وہ اہل لیاقت ہیں
کیا جب غور بہر سال ہاتف نے کہا مجھسے ــ عجب قصے کے قالب میں لکھے پند و نصیحت ہیں ۱۲۹۸ھ

قطعۂ تاریخ

از مفتی مہدی حسن صاحب برادر حقیقی مفتی مولوی وحید صاحب

کیا غور مہدی نے جب بہر سال ــ کتاب رضی دیکھکر خیر و کل
چٹک کر کہا غنچۂ فکر نے ــ ہوا بلبل دل کو مرغوب گل ۱۲۹۸ھ

قطعۂ تاریخ از عزیزی فخر الدین مد عمرہ

ہم بھی فخر الدین کیوں شیدا نہوں ــ یہ کتاب ارمغان ہے بے مثال
دیکھکر قاضی رضی کی داستان ــ جب خیال آیا لکھیں تاریخ سال
رو کے گہہ بحث سے سخنور بول اوٹھے ــ واہ واہ اے شاعر نازک خیال ۱۲۹۸ھ

تاریخ

از مولوی محمد عباس علی صاحب رئیس قاضی پورہ شاعر نازک خیال متخلص بمشتاق سر رشتہ دار منصفی دربھنگہ

خوب بنوشت ارمغان دوست ــ ہمہ در ارمغان بیان دوست
بر سر و چشم خویشتن مشتاق ــ ہست از دوست ارمغان دوست

تاریخ

از عزیزی قاضی محمد فرید عالم صاحب رئیس قاضی پور متصل ڈومرانو ن

کیا لکھی قاضی رضیؔ نے یہ کتاب
سال طبع کہیے کوئی اب یادگار
دیکھکر اس ارمغان کو اے فرید
شاعرون کو بھی ہوا آج افتخار
۱۲۹۸ھ

تاریخ

از مولوی محی الدین صاحب تخلص متین رئیس قاضی پور وکیل عدالت سیوان مؤلف نسخہ ہفت گل

عزیزم معدنِ علم ولیاقت
فصیح وناظم وکانِ بلاغت
بود نامش رضیؔ مشہور عالم
خدایش زندہ دارد تا قیامت
کتاب ارمغان نیکو فسانہ
عیان گردید از شیرین مقالیت
ز گلزار مضامینش دمیدہ
بہر اوراق گلہائے لطافت

متین در سال تاریخش چنین گفت
ہمانا این گلستان فصاحت
۱۲۹۸ھ

تاریخ

از جناب مولوی محمد عبد الغفور صاحب قبلہ رئیس قاضی پورہ

ارمغان دوست مین نے دیکھا جب
لکھون تاریخ یہ ضرور ہوا
ارمغان دوست بگیان لاریب
یادگارِ جہان غفور رہوا
۱۲۹۸ھ

تاریخ از عزیزی مولوی عیاض الدین صاحب سلمہ اللہ تعالیٰ

بہ تحریر تاریخ این ارمغان
بسے جہد کردم بفکرِ دلی

چه سیمین تنِ لاله روِ دلفروز / نسیمیست صبحے گلے چند روز

چه پولاد بازو و پیل زور / که این خواب گور است این خاک گور

چه نازی بدین مه رخی فرخی / بخاک آخر آئی به این گلرخی

بدنیاے دون رفتنی گشتنی / چه تدبیر و تزویر و دام افگنی

همین بس که با کردگارِ جہان / فشانیم خاطر فشانیم جان

الٰہی بحقِ محمدؐ کریم / نبیؐ شفیع رفیعؐ رحیم

بحقِ ابوبکرؓ و عثمانؓ عمرؓ / به بحرِ خلافت دُرِ نامور

بحقِ علیؑ صاحبِ ہل اَتیٰ / امام الہدیٰ مصدرِ لافتیٰ

پے آل و اصحابِ خیر البشر / همه از خطائے رضیؔ درگذر

بده جرعهٔ جامِ وحدت مرا / ز عشقِ مجازی حقیقی نما

وزان پس ببر با خود از بیخودی +
منزه ز آز و ز حرص و بدی

تاریخ

ارمغانِ دوست جب ہوا طیار / بہرِ تاریخ دل نے فکر کیا

ہاتفِ غیب سے ندا آئی / حسنِ جاناں کو لو فروغ ہوا

تاریخ

از عزیزی حکیم واجد علی مد الله عمره بن اخوی قاضی حکیم تراب علی مرحوم مغفور

عمِ ما تحریر کرد این داستان / شد عیان سرِ خفی رازِ نہان

گفت تاریخش چنین ہاتف ز غیب / با سرِ واجد بگیری ارمغان ۱۲۹۸

بس عشق خدا ہی افضل ہے۔ یہ سب سے اکمل ہے اوسکی محبت عین طریقت ہے۔ آگے نہ شریعت ہے نہ معرفت ہے تہی حقیقت حقیقت مین حقیقت ہے۔ نتیجۂ کلام اپنا کلام ہے خاتمہ بخیر ہو تو نیک انجام ہے

قطعہ

دنیاے دنی کو جو کہ فانی سمجھے ۔ اور قصۂ عمر کو کہانی سمجھے
دریاے حقیقت مین ہی جائے تیر ۔ جو مثل حباب زندگانی سمجھے

نالۂ دلفگار بایار غدار

آین ارمغان دوست کہ از براے دوست آوردم دانستم کہ دوستم دوست سراپا مغز ست نہ بے پوست۔ چون پی برازبردم و دیدۂ حقیقت باز کردم دیدم کہ دوستم دیہ بے مغز ست و سراپا پوست شعر ما زیاران چشم یاری داشتم + خود غلط بود انچہ ما پنداشتم + آرمغان کہ زبانہ الیست آتش سینہ و شعلہ الیست خاطر بے کینہ آرمغان یارست و یادگار از کار دلدار۔ و گلہ از جور روزگار آرمغان کہ آشوب جان ست آشوب جان ست آشوب جان و آین راز نہان کہ عیان نیست نہان ہست نہان آنکہ از خودی بردہ خودی گرفتہ نجو دۂ را خبرے نگرفتہ خدایا کارش ہمین حالش نگر باورو دلم لبباز افتادہ را از خود مپند از رنگ مجازی بر نیر با نقش حقیقی آمیز

شعر

یار بے پروا و فریاد دل من بے اثر ۔ من ز دل فریاد ہا دارم ہم از فریاد رس

بایار گوید

بہار جہان را کہ دارد خزان ۔ نہ غنچہ و گل بہ بینی عیان
چہ شمشاد قد و چہ سرو سہی ۔ زلیخا وش و صورت یوسفی

سر بلندی ہوئی سمجھا طریق اول ہی - یہ مجازی حقیقی کی پہلی منزل ہی - تلبیس ابلیس - خیال خام مہم غلط سراسر القط - اول منزل کھوٹی ہوئی - سمجھی یار بیوفا سے دل کھٹا ہوا - جلیسون انیسون مین ٹھٹھا ہوا - خوب دیکھا - تو کاکل مشکین زلف عنبرین کی بو مین پھنسنا بے نفع ہی - بے سود لانفع ہی - این جنس گل مین بو نہین - جس رو مین خو نہین - جس صورت مین وفا نہین جس سیرت مین حیا نہین گوہر بے آب ہی - یہ نکتہ لاجواب ہی -

نیا سوئی سرا ہے کہ جن نینن مین لاج + بڑی بھئین اور کبھِ بھری جی کیہو کے نہ آئی کاج

یہ جو ہین پری رخ کج ادا تو ذرا بھی انسے نہ دل لگا
یہ ہین بیوفا یہ ہین بیوفا یہ ہین بیوفا یہ ہین بے وفا
یہ دکھا کرشمۂ سامری یہ پھنسا کے جملہ جہان کا جی
کرے ہین جفا کرے ہین جفا کرے ہین جفا کرے ہین جفا

حافظ

سمن بویان غبار دل چو بنشینند بنشانند — پریرویان قرار از دل چو بستیزند بستانند
بفتراک بلا جانہا چو بربندند بربندند — ز زلف عنبرین دلہا چو بفشانند بفشانند
ز چشم لعل رمانی چو میبارند میخندند — ز رویم راز پنہانی چو می بینند میخوانند
بعمرے یک نفس با ما چو بنشینند برخیزند — نہال شوق در خاطر چو بنشینند بنشانند
چو منصور از مراد آنانکہ بردارند بردارند — کہ با این درد اگر دربند درمانند درمانند
سر شک گوشہ گیران را چو دریابند دریابند — رخ از مہر سحر خیزان نگردانند گردانند
باین حضرت چو مشتاقان نیاز آرند باز آرند — بدین درگاہ حافظ را چو میرانند میخوانند

کوے یار کے پھیرے تھے اور ہی بکھیڑے تھے غریق بحر الم حواس باختہ ہوش
فراموش محو بیخودی مین مدہوش اب نہ وہ یار ہی نہ انتظار ہی نہ شب تار ہی نہ انتشار ہی
وہ دن نہین وہ رات نہین وہ لطف نہین وہ بات نہین صبح نہین وہ شام نہین
خرام ابلق ایام نہین گلگشت گلشن ہی نہ سیر چمن ہی گل ہی نہ گلزار ہی خزان ہی نہ بہار ہی

مصرعہ بدلتا ہی رنگ آسمان کیسے کیسے + کیا انقلاب زمانہ ہی - وہ قصہ اب افسانہ ہی

معاملۂ دنیا کو ثبات نہین دم مارنے کی بات نہین نیرنگ زمانہ کے نیرنگ ہین
نئے رنگ ہین نئے ڈھنگ ہین کار دنیا پر مکر و کید ہی یار وفادار مونس غمخوار
سچ تو یہ ہی کہ لو گر دسرخ لعل سپید ہی - ہی ہی جسطرح معشوق بے وفا غدار ہی دنیا
حال دنیای مکار ہی انسان پنبۂ غفلت گوش ہوش سے نکالے چشم بصیرت کھولے
دیدۂ حقیقت سے دیکھے بھالے تو اس عالم شہود مین منصۂ وجود مین وقت ہستی سے
تا بہ نیستی کی حالتین پیدا ہین اور کئی ہستی و نیستی ہویدا ہین اسی مضمون مین یہ شعر
مصداق کلام ہی یہ کلام مشہور عام ہی **بیت** ہمچو سبزہ بارہا روئیدہ ام + ہفتصد
ہفتاد قالب دیدہ ام + جو آج ہی وہ کل نہین اور کل مین بھی کل نہین مصرعہ

دنیا ہیچ ست و کار دنیا ہمہ ہیچ

قطعہ

کسیکا کندہ نگینے پہ نام ہوتا ہی
عجب سرا ہی یہ دنیا کہ جسمین شام و سحر

کسی کی عمر کا لبریز جام ہوتا ہی
کسی کا کوچ کسی کا مقام ہوتا ہی

دیکھیے عالم طفلی مین کیا تھا اور پھر کیا جب شعور ہوا اور ہی ندکور ہوا افسوس
یکایک رشتۂ محبت یار بیوفا غدار پر جفا مین پابندی ہوئی طریق مجنون مین

تیرے حضور آج نہو گو بیان گور
کچھ بھی خبر نہ ہوگی تجھے کل میانِ گور

واشت استخوان کے لیے ہی دہان گور
اک روز استخوان سے لبالب ہی خوانِ گور

تو در کے پاسبان کو سمجھ پاسبان گور
اک دن نظر نہ آئیگا نام و نشانِ گور

درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہی

آنا جہان مین تجھے بارِ دگر نہین
کیون اپنے کوچ کی تجھے غافل خبر نہین

عالم مین کون ہی جسے قصد سفر نہین
لاکھون گدا نہین ہین بہت تاجور نہین

نیچے سے شاہباز اجل کے مفر نہین
کیون روز حشر کا تجھے مطلق خطر نہین

درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہی

لازم یہ ہی کہ نیک ہون سارے عمل ضرور
گر آج ہی مقام تو ہی کوچ کل ضرور

یان کچھ نہین عمارت و قصر و محل ضرور
بونے سے تخم نیک کے پائیگا پھل ضرور

لازم یہ ہی کہ راہ خطا سے نکل ضرور
آباد رکھ جہان مین خوفِ اجل ضرور

درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہی

خاتمۂ ذکر یار جفا شعار

اسے خامۂ دلفگار اب خاتمۂ ذکر یار ہی آرمغان یار دل بیقرار ہی یہ نامہ یادگار ہی یہ یادۂ دلفگار ہی سوز خاطر سوزان ہی راز نہان عیان ہی آرمغان آشوب جان تمشیر آتش نہان ہی تمہیں بیوفا کا ذکر ہی نہ دنیا ہی نہ عقبیٰ ہی اور ہی فکر ہی ایک دن

کرانیے نیک و بد مین تو ہر وقت امتیاز
لازم یہ ہی زبان سے تو کر شکر بے نیاز
صائم ہو معتکف ہو ادا روز کر نماز
اعمال نیک کر کہ شبِ عیش ہو دراز
خالق کرے جہان مین تجھے سب سے سرفراز
پڑھ لے دعاے توبہ کہ توبہ کا در ہی باز

درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہی

غفلت مین کیون ہی چونک ذرا فرطِ خواب سے
غافل نہ رہ جہان مین کارِ ثواب سے
الفت ہی جسکو آلِ رسولؐ مآب سے
واقف نہین جہان کے کیا انقلاب سے
کم زندگی ہی بحرِ جہان مین حباب سے
بےخوف و بےخطر ہی وہ روزِ حساب سے

درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہی

لازم ہی دلمین خوفِ قیامت مدام کر
کیفِ شرابِ ناب سے نفرت مدام کر
صابر ہو کم سخن ہو قناعت مدام کر
بندہ ہی تو خدا کی عبادت مدام کر
اعمال بد سے دلمین خجالت مدام کر
دنیا کے کارخانے سے نفرت مدام کر

درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہی

غافل نہ رہ نماز و درود و سلام سے
کچھ لے تو چل تو کوچ اگر کر مقام سے
آ ہوش مین ضرور تو میرے کلام سے
الفت ضرور چاہیے خیر الانام سے
کب دور ہی بہشت علیؑ کے غلام سے
دھڑکا اجل کا تا بہ سحر رکھ تو شام سے

درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہی
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہی

جو یا عبا و توان کا ہو جو پاے زر نہو
دشوار ہو سفر کہ جو زادِ سفر نہو
خوف اجل سے ایک گھڑی بے خطر نہو
اوس دل سے سنگ خوب کہ جسکو اثر نہو

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہے
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہے

ہرگز نہین طلسم خیالی سے کم جہان
دیکھو ثبات اسکے تماشے کو ہے کہان
سُن لو زبان حال سے ہے گور کا بیان
لاکھون ہی مجھ مین ہوگئے بے نام و بے نشان
موروں کو بھی ملا نہ سلیمان کا استخوان
کتنے ہی خاک ہوگئے رستم سے پہلوان

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہے
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہے

غافل خیال و خواب ہے دنیا کا ماجرا
پیدا جو صبح ہے تو نہین شام کا پتا
شیون کہین ہے اور کہین غُل نشاط کا
اہل دول بشر ہے کبھی اور کبھی گدا
مسند کہین ہے اور کسی جا ہے بوریا
اس انقلاب سے یہی حاصل ہے مدعا

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہے
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہے

بندہ ہے تجکو چاہیے عشق خدا ضرور
توبہ ضرور کر کہ کیے ہین بہت قصور
یاد خدا مین چاہیے با قلب با حضور
غفلت کو چھوڑ حق نے دیا ہے تجھے شعور
وہ سر کہان گئے جو سراسر تھے پُر غرور
مرقد مین استخوان نظر آئینگے چور چور

در پیش سب کے واسطے منزل عجیب ہے
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہے

لامکان پہونچتے ہین یہ عالم نیست ہے اسی کے پیرائے مین ابراہیم ادہم نے دلق پوشی کی بہلول نے بے داموں بہشت بیچی منصور نے کلمۂ حق سے انا الحق فرمایا شمس تبریز نے اور ہی دھوم مچایا معروف الی الآن ہے۔ کل من علیہا فان ہے پھر توفیض کلام یار و ارشاد و دلدار سے دور کی سوجھی معنی موتوا قبل ان تموتوا سمجھے یعنی قبل موت کے جو فوت ہے وہ عشق الٰہی کی موت ہے۔ عشق اللہ فنا فی اللہ ہے و اللہ ہو اللہ ہے پس اس جہان گذران گذرانچہ و ناپائدار کے اثبات بے ثباتی کو چشم غور و نگاہ تامل نے نظر حقائق سے دیکھا تو واقعی پل پل مین تغیر منٹ منٹ مین تبدل نظر آئی دیتا ہے واز فنا کا لقا۔ فنا دکھائی دیتا ہے جو کل دیکھا آج مفقود ہے کل اور ہی رنگ موجود ہے۔ نفس الامر مین یہ دنیا عالم خواب ہے تمثیل اسکی حباب ہے بخت بیدار ہوشیار ہے جنکے نصیب جاگے وہ بیدار ہے اور اسی پیرائے مین شاعر خوش نہاد میان آباد نے چند کلمے لکھے ہین در نصیحت کو رشتۂ تقریر مین پروئے ہین سمجھنے کے قابل ہے جو نہ سمجھے غافل ہے۔

ترجیع بند آباد

غافل مآل کار ہے تیرا فنا فنا — فتنہ جہان مین کرتی ہے کیا کیا بیا فنا
دنیا مین لاکھون ہوگئے شاہ و گدا فنا — کچھ اپنے درد کی نہین رکھتی دوا فنا
کرتی ہے روح جسم سے جسد کو جدا فنا — ہے کون جو جہان مین نہوگا بھلا فنا

درپیش سب کے واسطے منزل عجیب ہے
غافل بہوش باش اجل عنقریب ہے

غفلت سے چونک ہوش مین آ باخبر ہو — غافل خدا کی یاد سے تو عمر بھر نہ ہو

بیساختہ آہ با نالہ جانکاہ بلند ہوا جان دردمند ہوا قطعہ

ہوے اسطرح ناتوان ہمارے دل کے سو ٹکڑے ۔ کہ جیسے ہون کسی صدمے سے ظرف گل کے سو ٹکڑے

رکھون ہون پھر تسکین سل اگر سینہ پہ ای ہمدم ۔ تو ہوتے شورش نالہ سے ہین اس سل کے سو ٹکڑے

آخر دل دلدار مضطر فراق یار منتشر دیکھیہ یہ کہا پھر تسکین خاطر حزین سمجھایا۔ بیت

جز حسرت و افسوس نہین ہاتھ کچھ آتا ۔ ایام گذشتہ کو کبھی یاد نہ کیجیے

آب خیال گذشتہ سے کیا سود ہی۔ کیا نفع کیا بہبود ہی خیال حال سے ملال ہوتا ہی جنون ابھرتا ہی دل دکھتا ہی۔ کہان کا قصہ کہان کی بات بس گذشتہ را صلوات بولے ای یار گو وہ حالات قصہ حکایات مین شامل ہین آپ اسکے قائل ہین بیشک لاطائل ہین بادی النظر مین تکرار کلام مالیخولیا کی دلیل ہی حضرت جنون کی تمثیل بے قال و قیل ہی پرانسان دور آخر کیف ظاہر مین غور کر اگر سر و رخیالی کے نشے جمائے دیکھے بھالے طبیعت کو سنبھالے تو یہ طریقت ہی۔ نور احدیت پرتو صمدیت بصر بشری مین شان شریعت سے جلوہ دیتے ہین غیب کے پردے کھلتے ہین آخر مجازی سے حقیقی مین سنبھلتے ہین یہ معرفت حقیقت مین حقیقت ہی دیکھیے عشق صادق تصور واثق معشوق مقصود کو عاشق کے گھر پہونچاتے ہین مفلس زر گھرپاتے ہین دامن مطلب بھر جاتے ہین غم فرہاد مین شیرین نے جان شیرین دی مجنون کی آشفتگی پر لیلی کو شیفتگی ہوئی یوسف نے منصب زلیخائی پایا۔ جذبہ عشق نے آخر اپنی کشش دکھایا مشہور ہی۔ کیسکو سینگ ہوے تھے معروف نزدیک و دور ہی۔ اسی کا نام موتوا قبل ان تموتوا کا مقام ہی جنکے نصیب ہین وہ پاتے ہین صدق تصور اونہین کا کام ہی زندہ دم موت بھرتے ہین بیٹھے

نہ وہ گل رہا پھر نہ وہ گلستان ‌ ‌ ‌ گلستان عشرت مین آئی خزان

نہال تمنا بنا خار نہ زاغ ‌ ‌ ‌ نہ وہ بوستان ہی نہ ہی اب وہ باغ

دریغا کہ بشکست آن جام گل ‌ ‌ ‌ دریغا کہ بشکست با خار گل

تہی گشت شیشہ و بشکست خم ‌ ‌ ‌ صراحی سبو از میان گشت گم

نماند آب گوہر نہ آن گوہری ‌ ‌ ‌ نہ آنقدر جوہر نہ آن جوہری

ببیند از شیشہ بیفگن سبو ‌ ‌ ‌ ببہر حسینان نیارید رو

بہ آن بوستانے کہ دارد خزان ‌ ‌ ‌ مگر دور باشی کہ باشد زیان

باین گردش چرخ گردان نگر
رضی از غم خویشتن درگذر

ایک تو شب ماہ اور سناٹے کا عالم خلوت وقت صحبت یار طبیعت کو ابھار آ اور وہ
یاد اشتیاق جور فراق - وہ نازرخبندی خود خواہی و خود پسندی - بد خوئی -
عربدہ جوئی - وہ دل آزاری وہ دلداری اور چتون کی وہ خونخواری وہ حسن خداداد پر
شیدائی بےحیائی اور وہ رسوائی طرۂ طرار کی بلداری مار زلف کی خونخواری - صدمۂ
دوری غم مہجوری وہ گریہ وزاری اختر شماری وہ سوز انتظار اور چشم اشکبار
یکسر پیش نظر جلوہ گر ہوا - پھر تو درد جگر ہوا حسرت چھائی غشی آئی حواس باختہ
ہوش فراموش ہوا - جانبین سے ولولہ جوش ہوا کچھ تامل کچھ تاسف ادھر
دست بسر ادھر انگشت بدندان حیران سیل اشک روان یاد حکایات گذشتہ و وقت
رفتہ سے پہلے شاق ہوا پھر استغراق ہوا محو بیخودی ہوا دیر تصویر مثال نقش
دیوار بنے عین حیرت سے بےحس و حرکت ہوئے آخر دل سینے مین مچلا کلیجہ اچھلا

جلو مین حسینان عالم ہزار — قریب و بعید و یمین و یسار
نگاہون کی اونکی دل آزاریان — وہ چتون کی رہ رہ کے خونخواریان
وہ تاریک شب اور وہ رشک ماہ — وہ روئے منور پہ خالِ سیاہ
وہ گیسو بھی اسطرح بل کھائے تھا — فرشتون کا دل جسپہ لہرائے تھا
وہ سرمے کی آنکھونمین تحریر تھی — کھنچی صاف کافر کی تصویر تھی
وہ یاقوت لب رشک لعلِ یمن — وہ مرجان سا پنجہ وہ غنچہ دہن
وہ ابروے خمدار رشکِ ہلال — تھی وہ سرمگین چشم رشکِ غزال
وہ چاہ ذقن جسمین یوسف گرے — زلیخا سدا باولی ہو پھرے
کمر ایسی پتلی نہ ٹھہرے نگاہ — وہ ملکِ عدم کی بتاتی تھی راہ
مسیحا کو سکتا ہو گفتار سے — قیامت اوٹھے صاف رفتار سے
نہایت ہی خوشرو تھا وہ گلبدن — اگر دیکھے بلبل تو ہو نعرہ زن
وہ حسن اوسکا عالم مین مشہور تھا — حقیقت مین وہ غیرتِ حور تھا
وہ صحرا نوردی گذرگاہ دشت — مئے بے خودی مین دلِ زار ست
اور وہ سیر گلزار رنگِ بہار — شراب و کباب و بتِ گلعذار
غم زر نہ فکر زمانہ سے کام — بعیش و خوشی لا اُبالی مدام
ادا غمزہ و ناز شکل پری — نئے ڈھب کی باتونمین بازیگری
بزعمِ خیالی اودھر خبطگی — ادھر دست و بازو پہ خود رنگی
زبان پر اگر ہان تو دلمین نہین — بھرا سینہ کینے سے تھا بالیقین
ہوے مجسے کیا یک بیک برخلاف — کہ جاتا رہا دم مین وہ حسن صاف

بحرِ عنایت سے گوہرِ مقصود پانا کہو کیا تھا کہا تقدیر کا لکھا ابتدا کا زمانہ مقدر کا بہانہ اور کیا تھا کہا فرطِ اشتیاق سے بحرِ جنون کا جوش کھانا لہرانا طائرِ دل کا دام کاکل مین پھنس جانا گھبرانا کہو کیا تھا کہا شمع رو کا پروانہ ہونا جی جلانا تیرِ قضا کا نشانہ ہونا جان کھونا اور کیا تھا کہا صرصرِ مفارقت سے نہالِ اشتیاق کا مرجھانا سمومِ مہاجرت سے انارِ مراد کا کمھلانا کہو کیا تھا کہا نور کے تڑکے نسیمِ سحری کی ٹھنڈک سے غنچۂ تمنا کا مسکرانا گلِ مقصد کا کھلجانا اور کیا تھا کہا سرِ شام ناکام مہرو زہرہ جبین کی ملاقات ہیہات ہیہات طائرِ آفتابِ جہانتاب کا آشیانۂ مغرب مین چھپنا دونون وقت کا ملنا رخِ انور کی چمک رنگت کی دمک پرتو جمال مہ تمثال سے شفق کا پھولنا اور یہ شعر یاد آنا شعر شفق پھولی نہین کچھ آسمان پر + مگر ہے عکس تیرے رنگ رو کا + کہو کیا تھا کہا وہ لوچ نزاکت سے ہمکلامی سروِ خوبی کی خوشخرامی نخلِ مراد کی باروری نرگسِ چشم کی عشوہ گری وہ حسن خداداد کا تاسف گردشِ چرخِ پرتحسر نا صور جگہ ہین کیا تھے کیا ہوے گم گشتہ بنجبر ہین اور کیا تھا مصرعہ آن قدح بشکست و آن ساقی نماند شعر

اے مصحفی ہین یہ وہُون کیا پچھلی صحبتون کو
بن بن کے کھیل ایسے لاکھون بگڑ گئے ہین

فی الحقیقت

زرا بلبل خامہ ہو نغمہ زن … کہ یاد آگیا ہے وہ گل پیرہن
وہ بوٹا سا قد جیسے شمشاد ہو … جسے دیکھکر رنگ بہزاد ہو
وہ رفتار آفت قیامت کی چال … دلِ عاشقان جس سے ہو پائمال

پہلے دریاے بیخودی مین خوب سے غوطے لگائے ڈوبے اُترائے پھر عالم محویت سے
ہوش ہوا حواس مین آئے طبیعت کو سنبھالا - بغور دیکھا بھالا - تو واہ عجب حال
ہی بہار جمال پامال صرصر وبال ہی چہرۂ ارغوانی بار ناتوانی سے زعفرانی ہی نہ آئینہ
دلشکنی ہی نہ خیط جوانی ہی جعد سنبلین کاکل مشکین کالے ہو ڈستے تھے - تاب پیچتاب سے
سیدھے ہین نہ اپیچان ہین نہ آشوب جہان ہین - چاہ ذقن خاشاک وبال سے
بھرے ہین ڈوبنے والے زیر امان ہین محافظ جان ہین نہ خونخواری ہی - نہ
خود آرائی ہی نہ دل آزاری ہی نہ رعنائی ہی مشتری کے ہاتھ بکے ہین زلیخا سے
یوسف بنے ہین دل افسردہ غنچۂ ناشگفتہ کی تمثیل ہی - بوے گل نسیم سحری
اوڑا لیگئی نالۂ بلبل سے دلیل ہی چہرے سے افسردگی عیان ہی سوز جگر کی گرمی
نمایان ہی پوچھا مزاج کیسا ہی حقیقت کیا ہی بولے شکر اسکا ہی اچھا ہی کہا وہ
حسن کی چڑھائی ہی ہی یہ اترائی کیسی کیا ہی کہا انقلاب زمانہ کا دور ہی جاے تعجب
نہ مقام غور ہی اوسکی قدرت کا تماشا ہی

قطعہ

سوال کردم و گفتم جمال روے ترا	چہ شد کہ مورچہ در گرد ماہ جوشید است
جواب داد نہ دانم چہ بود رویم را	مگر بہ ماتم حسنم سیاہ پوشید است

شعر

مین نے پوچھا کیا ہوا وہ آپ کا حسن و شباب	ہنسکے بولا وہ صنم شانِ خدا تھی مین نہ تھا

پھر تو باتون باتون اگلی حکایتون کا مذکور ہوا دل ملول مسرور ہوا نشہ خیالی
خوب جمے نیرنگ زمانہ کے دفتر کھلے کہا خلوت خواہش مین لعبت دلفریب آنا

دیکھ بدوضع کیا دیکھیے ایسا انکار — سر ٹپک مر گئے بس پر نہ ملا وہ زنہار

کرے معشوق کسی سے تو وفا ایسی کرے
پیچ کرے بات کی عاشق تو بھلا ایسی کرے

بیت

میروم از در تو باز بتو روی کنم — گر در ت کعبہ شود سجدہ بآن سو نہ کنم

آور کبھی حالت بیتابی مین یہ غزل پڑھتا

یہ اشک چشمو نمین اب جم رہے رہے نہ رہے — حباب وار کوئی دم رہے رہے نہ رہے
عرق ہی منھ پہ ترے خوشنما صنم لیکن — ہمیشہ گل پہ یہ شبنم رہے رہے نہ رہے
قمر کو ہوتا ہی ہر ماہ مین کمال زوال — ترے بھی حسن کا عالم رہے رہے نہ رہے
تو اپنے شیوۂ جور و جفا سے مت گذرے — تری بلا سے مرا دم رہے رہے نہ رہے

بیان وصف جدائی مین کیا کرون آصف
یہ اتفاق ہی باہم رہے رہے نہ رہے

مدتون کی دوری زمانہ کی مجبوری سے رشتۂ تعلق ٹوٹ گیا تھا - دام محبت سے دل چھوٹ گیا تھا بعد ایام کے بعد یکایک تشریف لائے - قدم کی آہٹ پائی چونکتے ہوے تکنے لگے دل دھڑکنے لگا - سینہ پھڑکنے لگا - بوے محبت آئی - شوق استقبال نے پیشقدمی چاہی - بیساختہ اوٹھ کھڑا ہوا - معانقہ کیا بٹھلایا بیت

وہ آئے گھر مین ہمارے خدا کی قدرت ہی — کبھی ہم اونکو کبھی اپنے گھر کو دیکھتے ہین

شعر

پس از مردن مرا آن سرو قامت بر مزار آمد — قیامت آمد اما بعد چندین انتظار آمد

کاش ہوتا بھی اگر مجھ سے کوئی امر خلاف — لطف تھا دل کی صفائی کا کہ کہدیتے صاف
عفو بھی درجۂ عالی ہے اگر کیجے معاف — قول ہے اپنا کہ آیند کریان الطاف
منظر لطف کا محتاج ہے دلدادۂ ناز — لطف فرما بمن اے شاہ بتان بندہ نواز
لطف فرما کہ نداریم چنین تابِ عتاب — گرمی کن بمنِ خستہ وخود رفتہ خراب
لطف فرما کہ ز حد میگذرد درد فراق — لطف فرما کہ ز دل ورزدو درد فراق
ابر نیسان کرم بر من مسکین بنگر — و دریاے نعم بر من غمگین بنگر
بادشاہِ کرم و کشور حسن واخلاق — نیر برج صفا گوہر درج اشفاق

بندۂ زار رضی چاک گریبان مضطر
بتو جان دادۂ و جان باختہ حیران شُشدر

آور کبھی فرط بیخودی مین یہ سُناتا

شکر صد شکر ہوئی جلد رہائی تجھسے — اب تو تا حشر مکدر ہے صفائی تجھسے
وضع اپنی نہین کیا کیجے بُرائی تجھسے — نہ ملین پر جو کہے ساری خدائی تجھسے

بخدا مِلنے سے ہم ہاتھ ترے دھو بیٹھے
خوش رہو تم کہ تمھین کھو کے دل کو بیٹھے

اب قسم کھاتا ہون لو دل نہ لگاؤنگا کبھی — ذلت و رنج نہ اسطرح اوٹھاؤنگا کبھی +
گر طرحدار بھی اس دہر مین پاؤنگا کبھی — ربط تو کیا ہے نہ مین پاس بٹھاؤنگا کبھی

موسم اب دل کے لگانے ہی کا جاتا نہ رہا
ربط کیا خاک کرین اب وہ زمانا نہ رہا

بر زبان یارون کے یہ ذکر رہیگا ہر بار — گو کہ عاشق تھا مگر تھا یہ بڑا غیرت دار

کیا ہوے آپ کے وہ لطف و عنایات مدام یاد کر
حیف صد حیف چُھپا جبسے یہ شیدائے جمال

خیر اچھا ہوا مطلق نہین پروا ہمکو
تمنے کی ترک محبت تو مجھے پاس نہین

تمنے کی ترک محبت تو مجھے چاہ نہین
تمنے کی ترک محبت تو مجھے کیا مطلب

ہر گھڑی دیکھکے وہ کہتے ہین تمکو جو رضی
لو طرحدار مجھے بھی کوئی ملجائیگا

عمر بھر آپ ہی پچھتاؤگے یہ یاد رہے
اب نہ بولونگا نہ بولونگا کبھی یاد رہے

ہم کہے دیتے ہین آخر مجھے بلواؤگے
آپ کے عارض گلرنگ کا بلبل تھا مین

خال تھا چہرۂ زیبا کا تمھارے بیشک
تھی مجھی سے ترے بازار وفا کی رونق

تم زلیخا تھے اگر یوسف کنعان تھا مین
ہان اگر آپ تھے لیلیٰ تو یہان ہم مجنون

آپ کے کاکل مشکین تھے جنون کی زنجیر
میری تقصیر بھی کچھ آپنے پائی صاحب

دست بستہ یہ گزارش ہے بصد عجز و نیاز
کیا ہوئی آپ کی وہ مہر و مروت پیہم

آجتک تونے نہ پوچھا کہ ہے کسطرح کا حال
خوبصورت ہو تو سیرت نہین پھر کیا ہمکو

غم نہین رنج نہین ہان کوئی وسواس نہین
رشک یوسف بھی اگر ہو مجھے پرواہ نہین

تمپہ ہون شیفتہ جان باختہ بیوجہ سبب
تم نہین اور سہی اور نہین اور سہی

دل کسی عاشق بیتاب کا پھر آئیگا
ہان کہے دیتے ہین غم کھاؤگے یہ یاد رہے

پھر نہ پوچھونگا نہ پوچھونگا کبھی یاد رہے
ایسا جانباز کہین اور نہین پاؤگے

آپ کی بزم محبت کا تجمل تھا مین
زیب تھا روے مصفا کا تمھارے بیشک

تھی مجھی سے ترے بازار حیا کی رونق
آپ عذرا تھے اگر وامق دوران تھا مین

آپ شیرین تھے تو مین غیرت فرہاد بنون
صورتِ قیس ہوے اسلیے ہم آپکے اسیر

جسکی تقریر مین یون راہ بتائی صاحب
کیسے بھائینگے بھلا آپکے ایسے اندز

غرض یہ نوبت آئی۔ زمانہ نے نیرنگی دکھائی جانبین کی یہ صورت ہوئی کدورت طبیعت سے یہ حقیقت ہوئی اودھر تکدر ملال سے آئینۂ دل پر غبار آدھر عین صفائی سے حیران باصورت سوگوار اودھر نشۂ سرور کا خمار اور صحبت اغیار آدھر چشم اشکبار رشک ابر نوبہار

قطعہ

گر آن بت سنگ شوخ خیز د طرفے | ساز د طرفے صلح و ستیز د طرفے
چون ہیزم تر دل حزینم در وا | سوز د طرفے و اشک ریز د طرفے

آخر کھنچاؤ طبیعت نے دل کو پھیرا صورت سے نفرت ہوئی صحبت سے وحشت ہوئی غمزہ بیجا کب بھاتے عشوۂ بیوفا کب خوش آتے مہر و محبت پیام و سلام سب جاتے رہے ناز و انداز کے انداز اور ہی نظر آتے شعر تمہین غیرون سے کم فرصت ہم اپنے غم سے کم خالی ✣ چلو بس ہو چکا ملنا نہ تم خالی نہ ہم خالی ✣ دل بہلانے اور طبیعت کے سمجھانے کو اکثر یہ پڑھتا اور سنا بھی دیتا ✣

لمؤلف

بانی جور و جفا ظلم و ستم کے نبیاد | اپنے شیدا پہ بھلا ایسی جفایون بیداد
رابطہ غیر سے تھا یون نہ لگاوٹ سب سے | او جفا کار یہ انداز ہین سیکھے کب سے
ایسی کیا جی مین ترے بات سمائی ظالم | دفعۃً رسم محبت جو بھلائی ظالم
پاس آتے تھے کسی کے نہ کہین جاتے تھے | اپنے سایے سے سدا آپ ہی شرماتے تھے
اب تو صحبت ہے نئی طور نئے بات نئی | یار اغیار ہوے لطف ملاقات نئی
آپ کی پہلی عنایت وہ کہان ہے کہیے | دعوے مہر و محبت وہ کہان ہے کہیے

رغبت تھی کچھ نہین تو تھوڑی سہی مگر محبت تھی خوان عنایت سے حصے ملتے تھے تقدیر کے لکھے گھر پہونچتے تھے اونکے تفضلات سے سب کچھ میسر تھا دولت وصال پر خزانہ قارون مد نظر تھا ٭

لمؤلف

گھر پہ اپنے کبھی چلے آتے
جاتے دم ساتھ دل لیے جاتے

کھڑے رہتے امیدواری مین
سر بازار انتظاری مین

مو بمو حال دل سُنا دیتے
اپنے جی کی ہمین بتا دیتے

فرط الفت سے خود لپٹ جاتے
گہ محبت سے وہ چمٹ جاتے

آشنا تھے وہ بحر الفت مین
شہرۂ دہر تھے محبت مین

کہتے تھے ایک دم نچھوڑینگے
کبھی الفت سے مُنھ نہ موڑینگے

اے رضی اسقدر عنایت تھی
ہر جگہ ذکر تھا حکایت تھی

کچھ دن یون ہی نبھے تھے سلامتی سے گذرے تھے آخر گردون دون تفرقہ پرداز بوقلمون نے رشک کھایا - تفرقہ دکھایا - یعنی مزاج اقدس مائل صحبت ناجنسان انس رقیبان مونس جانان ہو - عنایت بے غایت مین کمی و میل برہمی پیدا کی پہلے شکوہ وشکایت کے دفتر کھلے - بُرے بھلے - دیکھے بھالے - آخر دن رات جھگڑے - روز مرہ کے بکھیڑے - ہر دم سر کہ جبینی ہر ساعت کی ترش روئی سے دل کھٹا ہوا - طبیعت اوچٹی - تقدیر اولٹی - سمجھانا زہر تھا - بولنا قہر تھا - باتون باتون پر لڑتے - یون بھی بگڑتے - رقیبون کی شہ ملتی بھلا وہ کب سنبھلتے -

داغِ چیچک نیست بر رخسارہ جانان من — شربتِ قند است گویا تخم ریحان ریختہ
ایک تو نینا بکہ بھرے دوجے انجن سار — ہان رسے بورو دیت مین متوارے ہتیار

بر سبیل معترضہ

کسی زمانے مین دل بیدل کو اونسے تعلق تھا۔ خیال خوشی مین سراسر قلق تھا کشش دل گاہ کہربا کی صورت دکھاتی تھی۔ تپش خاطر نقش مقناطیس کی کیفیت جماتی تھی۔ عین محبت سے پیش نظر رکھتے۔ مردم تپلیون مین جگہ دیتے۔ مرغ جان ہوا خواہی مین قربان۔ زیر قدم دین و ایمان۔ خوفِ اقران نہ ملامت جہان۔ اک دم کی جدائی کاہش جان۔ بلکہ آفت کا سامان۔ حسن خوب دل سے مرغوب خواہش محبوب ہمہ دم مطلوب ✣

لمؤلفہ

دیکھکر اوس جوان رعنا کو — رشک مہ غیرتِ مسیحا کو
یہی جی مین خیال کچھ دیجے — دل صد پارہ پیشکش کیجے
طرز رفتار اور طریق کلام — بھولی باتون کا دلپہ نقش مدام
دن مین سو بار با دل رنجور — اونکے کوچے سے ہو گذار ضرور
سو بہانے سے جاکے دیکھ آنا — اور مژگان کی برچھیان کھانا
گر کسی سے وہ ہمکلام ہوا — مین جلا بھنگیا تمام ہوا
ہنسکے بولے تو جان مین جان آئی — ترچھی چتون سے پھر غشی چھائی
طائر دل کا ہی رضی نزار — دام کاکل سے چھوٹنا دشوار

مگر کشش خاطر نے اپنا بھی رنگ جمایا تھا دل مین جگہ پایا تھا اودھر بھی

ہمیشہ

موجود سے عالم فانی تک پہونچنا عقل و تمیز سے دور۔ حیرت ہی مجھکو تو اقبل آن تموتوا کے کیا معنی۔ اس معنی مین صریح حیرانی۔ بس یہ نیرنگی اوسکی قدرت کاملہ کی بوالعجبی کا نمونہ ہی۔ قلت کو کثرت سمجھے تو بھی صنعت بیچونی کا شمہ گونہ ہی۔ غرض باغبان ازلی نخلبند لم یزلی نے اس تختۂ خاک پر جو گل کھلائے ہین۔ نئے رنگ و بود کھلائے ہین یا برگ نورستہ نے سر نکالا ہی۔ تو غنچۂ ناشگفتہ نے اور ہی گل کھلایا ہی۔ آج بہار ہی تو کل خزان در پئے آزار ہی۔ سنبل بار تامل سے پیچدار ہی۔ اس غم سے لالہ داغدار ہی۔ شعر

اس گلشن ہستی مین عجب سیر ہی لیکن	جب آنکھ کھلی گل کی تو موسم ہی خزان کا

بس یہ گل بوٹے گھاس تپے اوسکے معنی وحدت کے شمے ہین۔ مطلب قدرت کے تتمے ہین۔ اوسکی ذات دائم قائم پائدار ہی۔ واحد لاشریک اوسکی شان جبار ہی۔ اور دنیا عبرت و دید کی جا کائنات سب بے ثبات ہی۔ اپنی کمائی اپنے ساتھ ہی۔ تا امکان بشری یا دصمدی۔ وحق معرفت خالق ذوالجلال والعظمت مین مصروف ہونا باوجود ہرج مرج تعلق دنیا وہی غافل شاغل رہنا جو دم گذرے نفس نفیس پر دال ہی افضل الاعمال ہی۔ بیت جاگنا ہو جاگ لے افلاک کے سائے تلے ✤ ورنہ سونا ہی تجھے اس خاک کے سائے تلے ✤ خیالی لذت مزہ کی فرحت سے مسرور تھا۔ نشۂ سرور سے چکنا چور تھا۔ کہ ایک شفیق رفیق مونس غمخوار جان نثار طرار طرحدار سیمین تن غنچہ دہن۔ ماہ خد۔ شمشاد قد۔ گلرخسار گلزار بہار۔ اور رفتار رشک تدرو کہسار۔ نشۂ نخوت سے مخمور۔ دولت حسن و حسن دولت سے مغرور۔ مشکبو خوشخو گل رو۔ سنبلہ خیز۔ زلف سیاہ عنبر بیز۔ خم ابرو ہلال عید۔ رخ تابان قابل دید اور شربت قند چہرۂ ارجمند پر داغ حسن کے پیدا۔ گویا گرد ماہ ہجوم ستارہ ہویدا۔ بیت

آئی قوت ہوئی گویائی پائی۔ نیک و بد کا شعور ہوا۔ سرخ و سپید کی تمیز۔ گیلانے بیگانے
بُری بھلی پہچانی۔ دام عیدی خویشی و خودی مین قید۔ آسایش اول کشمکش
دنیاوی سے متبدل۔ کاہش جانی خواہش نفسانی نے زنگ جمایا۔ فکر زمانہ نے
اور ہی دُھوم مچایا۔ دنرات افتان خیزان حیران پریشان آفسوس وہ زمانہ جبکی ایام
طفلی۔ آغوش مادر مین آسودگی تھی۔ دوش پدر پر بہبودگی تھی نہ غم زمانہ نہ فکر یگانہ۔
لکنت زبان کج مج بیان فصاحت بیانی کی تمثیل تھی شیرین مقالی کی دلیل تھی۔
وائے شفقت پدری الفت مادری اگر نزلہ و زکام سے کام پڑا یہان پروا نہین
سر سوا نہین۔ وہان درد سر ہوا نالان ہین گریان ہین۔ لرزہ آیا کانپ اوٹھے
تھرا گئے حیران ہین پریشان ہین دنرات ترقیات حیات کی دعاؤن سے فرصت
نہین۔ یہان غم زیست خوف موت سے دہشت نہین۔ لقمہ لذیذ زہر کے نوالے
تھے منتین ہوتین کون سنتا ہے۔ کدکی شیرینی لے آگے بڑھیے۔ عین لجاجت سے
نقد آتا ہے۔ پوس ماگھ کا وہ جاڑا کہ کرۂ زمہریر مین آفتاب جا چھپتا ہے لرزتا ہے تھراتا ہے
یہان چادر تن زیب بار گران و شوار جان ہے۔ جیٹھ بیساکھ کی وہ گرمی کہ شرارت حرارت
سے وحش و طیور کے ہوش پران و بیجان بے جان نیمجان ہین۔ خوش و خرم شادان
فرحان ہین۔ یہ دن دم کے دم مین بسر ہوئے تاسف شعر دوش دیدم شبنم غلطان
بروئے گل زناز + یاد ہم آمد طفلی و دامان مادر سوختم + آب جو پیش آنی پیش ہین۔
تاسے نوش ہیم نیش ہین۔ غم فردا آج سوہان روح ہے۔ کشتی دل طوفان نوح ہے۔
تامل۔ تیسرا عالم عالم فانی ہے۔ ہر ذیحیات کو یہ مسافت ناگہانی ہے۔ تیسری منزل اپنی
دقیقہ حل ہے۔ آج نہین تو کل ہے۔ اور موقوف اپنے وقت معینہ پر ضرور۔ مگر وجود

ضیاء کواکب سے دیدۂ فلک روشن تھا عقد ثریا سے نگاہ لڑی تھی۔ مشتری
زہرہ جبین سامنے کھڑی تھی۔ ماہ تابان مہر درخشان پر چشمک کرتا تھا۔ چودھوین کا
چاند سر تک پہونچا تھا۔ دل افسردہ غنچۂ ناشگفتہ مسکراتا تھا۔ نالۂ بلبل خندۂ گل پر
پھولا نہین سماتا تھا۔ اغیار سے خلوت عقل سے صحبت سرِ حال زانوے خیال پر
جھکائے بیٹھے تھے۔ جام جمشید کے تماشے دیکھ رہے تھے۔ گرداب فکر مین ڈوبتے
اوچھلتے بہتے سنبھلتے خراب آباد عالم کی بلندی پستی فراز نشیب کی بتی تکتے تھے عالم
نیست کی ہستی پر ہنستے تھے۔ اس کائنات بے ثبات مین خالق مخلوقات نے کلمۂ
کن فیکون سے عالم و آدم کو پیدا کر کے کسوت حیات پہنایا۔ پھر دم مین نیست بنایا اور
اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر ظلمت ضلالت سے نور ہدایت
بخشا اور اس دنیائے دنی سرائے فانی کے ثبات بے ثباتی کو خوب سمجھایا راہ راست
بتایا۔ سبحان اللہ بحمدہ۔ اگر نگاہ تأمل و نظر تعمق سے دیکھیے تو اس ہستی کی نیستی کو لمحہ لمحہ
بات بات مین ہزارون دلیلین پیدا ہین بادی النظر مین ہویدا ہین باوجود اسکے اس
عالم فانی سراب نادانی پر بھولے رہنا دام ہوس مین پھنسنا بڑی غفلت نری شامت
ہے۔ ایسے تین عالم خالق عالم نے پیدا کیے تمام عالم مین ہویدا کیے ایک تو وہ جو قبل وجود
اس عالم نمود کے تھا۔ آگے اس حالت موجود کے تھا۔ پر واہ وہ کیا عالم تھا جو خیر
و شر امر و نہی سے بےغم۔ بہشت ابدی سے کیا کم۔ آز و طمع حرص و ہوس سے پاک
کبر و نخوت سے بیباک۔ دوسرا عالم۔ جب اوسکی صنعت کاملہ و قدرت بالغہ سے
قطرۂ آب ناپاک نے قوت منعقدہ پائی۔ نشو و نما کی صورت جمائی۔ رفتہ رفتہ عالم نیست
و نابود سے کنار وجود مین آئے۔ عالم قدم سے حدوث مین آئے ناتوانی سے توانائی

خلوص مذہب وفا مشرب آثم وعاصی محمد رضی عرض حقیقت گذشتہ کرتا ہی وقت رفتہ یاد دلاتا ہی خواب خرگوش سے جگاتا ہی نیند غفلت سے چونکاتا ہی پر اس تحریر کا مطلب وہ سمجھے جو ہم نوالہ تھا اس پیمانے کا ہم پیالہ تھا نام اسکا

ارمغان دوست ہی حقیقت مین ہمہ اوست ہی

لمولف

دل یہ کہتا ہی کہ لکھ حال کچھ اپنے جی کا ۔۔ صحبتین گذری ہوئین یار کو اب یاد دلا

جوش زن بحر سخن طبع رسا ہی غواص ۔۔ آج تو کچھ در مضمون کے تماشے دکھلا

سوز غم سے ہین کلیجے مین پھپھولے لاکھون ۔۔ سوزن خامہ سے ٹوٹینگے کسی دم مین جلا

سب کرشمے ہین اسی مہ رجہان کے اکسیر ۔۔ اسکے تبدیل و تغیر مین نہین شک اصلا

آپ جان دیتے ہین جی کھوتے ہین ہوکر بدنام ۔۔ ای دل زار ہی بے فائدہ تیرا یہ کلا

بند

اک نیا سانحہ الفت کا بیان ہوتا ہی ۔۔ چند گذری ہوئی صحبت کا بیان ہوتا ہی

حضرت دل کی کرامت کا بیان ہوتا ہی ۔۔ اپنی کچھ شومی قسمت کا بیان ہوتا ہی

جسکو سنکر دل عشاق تو گھائل ہوجاے

کوئی بیجان وہین ہو کوئی بسمل ہوجاے

المدعا

ایک شب۔ شب تنہائی مین ہو کا عالم تھا۔ کوئی مونس تھا نہ ہمدم تھا۔ چاندنی چادر نور کی صحن خانہ مین بچھائی چھٹکی تھی۔ ماہتاب کی مہتابی عرش برین سے فرش زمین تک متجلی تھی۔ گل انجم سے چرخ نیلگون رشک گلشن تھا

ضیاء کواکب سے دیدۂ فلک روشن تھا عقد ثریا سے نگاہ لڑی تھی - مشتری
زہرہ جبین سامنے کھڑی تھی - ماہ تابان مہر درخشان پر چشمک کرتا تھا - چودھوین کا
چاند سر تک پہونچا تھا - دل افسردہ غنچۂ ناشگفتہ مسکراتا تھا - نالۂ بلبل خندۂ گل پر
پھولا نہین سماتا تھا - اغیار سے خلوت عقل سے صحبت سر حال زانوے خیال پر
جھکائے بیٹھے تھے - جام جمشید کے تماشے دیکھ رہے تھے - گرداب فکر مین ڈوبتے
اوچھلتے بہتے سنبھلتے خراب آباد عالم کی بلندی پستی فراز نشیب کی ستی تکتے تھے عالم
نیست کی ہستی پر ہنستے تھے - اس کائنات بے ثبات مین خالق مخلوقات نے کلمۂ
کن فیکون سے عالم و آدم کو پیدا کر کے کسوت حیات پہنایا - پھر دم مین نیست بنایا اور
اپنے حبیب محمد مصطفےٰ صلی اللہ علیہ وسلم کو مبعوث فرما کر ظلمت ضلالت سے نور ہدایت
بخشا اور اس دنیائے دنی سراے فانی کے ثبات بے ثباتی کو خوب سمجھایا راہ راست
بتایا - سبحان اللہ بحمدہ - اگر نگاہ تامل و نظر تعمق سے دیکھیے تو اس ہستی کی نیستی کو لمحہ لمحہ
بات بات مین ہزارون دلیلین پیدا ہین بادی النظر مین ہویدا ہین باوجود اسکے اس
عالم فانی سراب نادانی پر بھولے رہنا دام ہوس مین پھنسنا بڑی غفلت نری شامت
ہے - اِین تین عالم خالق عالم نے پیدا کیے تمام عالم مین ہویدا کیے ایک تو وہ جو قبل وجود
اس عالم نمود کے تھا - آگے اس حالت موجود کے تھا - پر واہ وہ کیا عالم تھا جو خیر
و شر امر و نہی سے بیغم - بہشت ابدی سے کیا کم - آز و طمع حرص و ہوس سے پاک
کبر و نخوت سے بیباک - دوسرا عالم - جب اوسکی صنعت کاملہ و قدرت بالغہ سے
قطرۂ آب ناپاک نے قوت منعقدہ پائی - نشو و نما کی صورت جائی - رفتہ رفتہ عالم نیست
و نابود سے کنار وجود مین آئے - عالم قدم سے حدوث مین آئے ناتوانی سے توانائی

خلوص مذہب وفا مشرب آثم و عاصی محمد رضی عرض حقیقت گذشتہ کرتا ہی وقت رفتہ یاد دلاتا ہی خواب خرگوش سے جگاتا ہی نیند غفلت سے چونکاتا ہی پر اس تحریر کا مطلب وہ سمجھے جو ہم نوالہ تھا اس پیمانے کا ہم پیالہ تھا نام اسکا

ارمغان دوست ہی حقیقت مین ہمہ اوست ہی

لمولف

دل یہ کہتا ہی کہ لکھ حال کچھ اپنے جی کا
صحبتین گذری ہوئین یار کو اب یاد دلا

جوش زن بحر سخن طبع رسا ہی غواص
آج تو کچھ در مضمون کے تماشے دکھلا

سوز غم سے ہین کلیجے مین پھپھولے لاکھون
سوزن خامہ سے ٹوٹینگے کسی دم مین وہ لا

سب کرشمے ہین اسی مہ ورجہان کے یکسر
اسکے تبدیل و تغیر مین نہین شک اصلا

آپ جان دیتے ہین جی کھوتے ہین ہو کر ناکام
اے دل زار ہی بے فائدہ تیرا یہ گلا

بند

اک نیا سانحہ الفت کا بیان ہوتا ہی
چند گذری ہوئی صحبت کا بیان ہوتا ہی

حضرت دل کی کرامت کا بیان ہوتا ہی
اپنی کچھ شومی قسمت کا بیان ہوتا ہی

جسکو منظور دل عشاق تو گھائل ہو جاے
کوئی بیجان وہین ہو کوئی بسمل ہو جاے

المدعا

ایک شب۔ شب تنہائی مین ہو کا عالم تھا۔ کوئی مونس تھا نہ ہمدم تھا۔ چاندنی چادر نور کی صحن خانہ مین بچھائی چھٹکی تھی۔ ماہتاب کی مہتابی عرش برین سے فرش زمین تک متجلی تھی۔ گل انجم سے چرخ نیلگون رشک گلشن تھا

زلف سے سنبل کو ہو دعویٰ ہمسری موکیا مجال — سرو کب ہمسر ہوا اونکے قدِ آزاد سے

عشق ابروے محمد مین ہمین ہر روز عید — چرخ بھی چکر اگیا شور مبارکباد سے

بھیج ہردم اوس نبی پر دل سے صلوٰۃ و سلام — بھول مت غافل نہوا کدم خدا کی یاد سے

غوث الاعظم کی مدد ہے اے رضی کچھ غم نہین
گردش گیتی کے جور و ظلم سے بیداد سے

تمہید

خبردار اوخامۂ دلفگار — نگارندۂ داستان نگار

دکھاے مرے دل کو سیر چمن — پلادے مجھے بادۂ ہوش زن

خدا کے لیے آج باد صبا — شگفتہ ہو غنچہ دل زار کا

نسیمِ تمنا کو ہوا متیاز — اوڑین بوے گل کی طرح دل کے راز

وہ سرمست ہون بادۂ شوق سے — کہ مدہوش ہون نشۂ ذوق سے

مئی ناب وحدت کا ہو دلمین جوش — رہے ماسوا کا نہ پھر مجکو ہوش

جو روشن ہین دلپر مرے غم کے داغ — چمک کر نبین گو ہر شب چراغ

یہ کسکے تصور مین ہے جان کنی — نکلجائے اس دل سے ماو منی

بہم ساقی و جام و دلبر ہے آج — شرابا طہورا میسر ہے آج

یہ قصہ کہ وحشت ہو تقریر سے — قیامت بپا ہوئے تحریر سے

قلم کو یہ قدرت یہ طاقت کہان — رضی کیا لکھے داستانِ نہان

التماس

اصرار دوستان صمیمی محبان قدیمی سے یہ جور دیدہ ستم کشیدہ خطا کیش مہر اللہ [illegible]

بسم اللہ الرحمن الرحیم

کب ادا ہو حمدِ حق انسان بے بنیاد سے
عاجز و خاطی و عاصی آثم و ناشاد سے

جس نبی کا مدح خوان معبود ہی قرآن مین
وصف اوسکا کب بیان ہو ضعف الافراد سے

کب ادا ہو منقبت آلِ رسول اللہ کی
اس زبان سے اس دہان سے اس دلِ ناشاد سے

دیکھنا محشر مین میری پہلے ہوگی مغفرت
مجکو الفت ہی نبی کی آل سے اولاد سے

وردِ دہن ہی نامِ ابوبکر رض و عمر رض عثمان رض علی رض
ہی زبان عذب البیان ان چار تن کی یاد سے

سیلِ غم سے قصرِ ہستی بنگیا شکل حباب
اب کنارہ چاہیے دارِ خراب آباد سے

زلفِ پیچان روے دلکش چشم شہلا سرو قد
کم نہین سنبل سے گل سے نرگس و شمشاد سے

چھوٹ جاؤن قید غم سے رنج سے ہو مخلصی
عرض ہی اتنی مری شاہنشہِ بغداد سے

مرغِ دل اولجھا ہی زلفِ صاحبِ واللیل مین
طائرِ جان کو مرے پروا نہین صیاد سے

Urmoghan

INDIAN INSTITUTE

بعون صانع عز مکین و مکان و فضل خلاق زمین و زمان

داستان حیرت انگیز و فسانہ عبرت آمیز با نثر مسجع و نظم مقفی مشہور بہ

ارمغان دوست

از بلند خیالی حکیم قاضی محمد رضی صاحب متخلص بہ رضی حسب فرمائش مصنف ممدوح

مطبع نامی منشی نولکشور میں بہ زیبائی طبع ہوئی

Armagān-ĕ-dost.

Indian Institute, Oxford.
The Lucknow Sparks Library.
Presented
by
Munshi Newul Kishore.